بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَسئلہ غَسلِ رِجلَین

وضو میں پاؤں دھونا

قرآن وحدیث کی روشنی میں

از قلم

شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا مفتی سیّد محمد حسین شاہ صاحب نیلوی

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

حال شیخ الحدیث ومہتمم دار العلوم محمدیہ حسینیہ سرگودھا

یکے از مطبوعات

گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝ (٥ : ٦) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مومنو! جب تم (بے وضو ہو اور) نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے دھولیا کرو اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح بھی کیا کرو اور اپنے پاؤں بھی ٹخنوں سمیت دھولیا کرو۔

اس آیتِ کریمہ میں وضو کے چار فرض بیان کیے گئے ہیں: ① چہرہ دھونا ② کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا ③ سر کا مسح کرنا ④ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل فرمایا اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی اسی کا حکم فرمایا چنانچہ

① حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ بن عَفراء رضی اللہ عنہا نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: "....حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں پاؤں تین تین دفعہ دھوئے۔"
(دیکھیے ابوداؤد ص ١٩ ، بیہقی ص ٧٢)

② حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وضو کا طریقہ

گلستان پرنٹنگ پریس
بلاک نمبر 5 گلی اسلحہ والی کچہری بازار سرگودھا

دریافت کرنے پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں پانی منگوا کر وضو فرمایا۔ (وضو کے آخر میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے اور ارشاد فرمایا کہ وضو اس طرح ہوتا ہے۔ (ابوداؤد ص ۲۰)

(۳) حضرت عمرو بن عَبَسہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے وقت ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پاؤں دھویا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (بیہقی ص ۷۱)

(۴) حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وضو فرماتے ہوئے دیکھا تو وہ اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی چھنگلی سے مل کر دھو رہے تھے۔ (ترمذی ص ۱۶ ، ابوداؤد ص ۲۲)

(۵) حضرت ابو عبدالرحمٰن حُبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاؤں کی انگلیوں کے درمیان والی جگہ کو چھنگلی کے ساتھ ملتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بیہقی ص ۷۶)

(۶) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد قیسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل رجلیہ بیدیہ کلیھما یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (نسائی ص ۳۰)

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے...... آپ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (نسائی ص ۲۹)

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب وضو کرو تو ہاتھوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا کرو۔ (ترمذی ص ۱۶، نسائی ص ۳۱، کنز العمال ص ۳۰۰، ۳۰۱)

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو مکمل وضو کیا کرو اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی تمام اُنگلیوں کے درمیان پانی ڈالا کرو۔ (کنز العمال ص ۳۰۵ ج ۹)

(۱۰) حضرت لقیط بن صَبِرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو انگلیوں کے درمیان خلال کرلیا کرو۔ (ترمذی ص ۱۶، نسائی ص ۳۱، کنز العمال ص ۳۰۱)

● حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں وضو کے دَوران پاؤں کے دھونے اور انگلیوں کے درمیان خلال کرنے کا حکم فرمایا ہے، تو وہاں خلال نہ کرنے والوں کے لیے قیامت میں عذاب کی وعید بھی سُنائی چنانچہ

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (وضو کرتے وقت) ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال ضرور کیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان انگلیوں کا خِلال آگ کے ساتھ کرے۔ (کنز العمال ص ۳۰۱ ج ۹)

(۱۲) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ اوپر والی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہُوا ہے۔ (دیکھیے ترمذی ص ۱۶ و کنز العمال ص ۳۰۱ ج ۹)

(۱۳) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کے دَوران ہاتھوں، اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان پانی کے ساتھ خلال نہیں کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی انگلیوں کا خلال آگ کے ساتھ کریں گے۔ (کنز العمال ص ۳۰۰ ج ۹)

دیکھیے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت سے انتہائی

شفقت و محبت فرماتے ہوئے قیامت کے دن کے عذاب سے بچنے کے لیے ایک قابلِ گرفت امر کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اور حضرت شفیقِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام ہم تک پہنچانے والی ہستیوں میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرت واثلۃ بن اسقع رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی اولوالعزم شخصیات شامل ہیں۔ تو گویا وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ایک عظیم امر ہے۔ تو اس عظیم امر کی بجا آوری پر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریفی سند بھی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ:

(۱۴) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ بہت ممدوح اور قابلِ تحسین و ستائش ہیں جو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال پانی کے ساتھ کرتے ہیں۔ (ترمذی ص ۱۶، کنز العمال ص ۳۰۱ ج ۹)

• اب دیکھیے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے دوران پاؤں دھونے کی کس قدر فضیلت بیان فرمائی ہے:

(۱۵) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب وضو کرنے والا پاؤں دھوتا ہے تو دونوں پاؤں کے ساتھ لگے ہوئے گناہ گر جاتے ہیں واذا غسل قدمیہ حط ما اصاب برجلیہ (کنز العمال ج ۹ ص ۲۸۸)

(۱۶) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ۔ اور:

(۱۷) حضرت مرۃ بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قال علیہ الصلوٰۃ والسلام واذا غسل رجلیہ خرجت خطایاہ من رجلیہ (کنز العمال ج ۹ ص ۲۷۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۶)

(۱۸) ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فاذا غسل رجلیہ سقطت خطایا رجلیہ من بطون قدمیہ
دیکھو کنز العمال ج ۹ ص ۲۸۹

(۱۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم یغسل قدمیہ فیتناثر کل خطیئۃ مشت بہا قدماہ (کنز العمال ج ۹ ص ۲۹۰)

• جیسا کہ محسنِ اعظم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال نہ کرنے والوں کو وعید فرمائی ہے ایسے ہی وضو میں پاؤں کی ایڑیوں کے خشک رہنے پر بھی جہنم کے عذاب سے ڈرایا اور وعید فرمائی۔ چنانچہ

(۲۰) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

(۲۱) حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

(۲۲) حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ

(۲۳) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسی بزرگ ہستیوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وضو پورا پورا کیا کرو، خشک رہ جانے والی ایڑیاں دوزخ کی وادی میں عذاب پائیں گی۔ (دیکھو ترمذی ص ۱۶، کنز العمال ج ۹ ص ۳۰۶)

(۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲۵) حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

(۲۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرمایا ہے: ویل للاعقاب من النار (مسلم ص ۱۲۵ ترمذی ص ۱۶، مسند امام اعظم ص ۲۹، کنز العمال ج ۹ ص ۳۲۵)

(۲۷) حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ۔ اور:

(۲۸) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۹۲)

(۲۹) حضرت عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرمایا ہے: ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار یعنی دورانِ وضو خشک رہ جانے والی ایڑیاں اور پاؤں کا نچلا پیٹ یعنی تلوے دوزخ میں عذاب پائیں گے۔ (ترمذی ص ۱۲، ابن کثیر ص ۹۲ کنز العمال ج ۹ ص ۳۲۶) اس حدیث کو بیہقی، مسند احمد و حاکم نے بھی لکھا۔

(۳۰) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نقل ہے: ویل للعراقیب من النار (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۹۲) نیز

(۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی نقل ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے پاؤں میں درہم کے برابر خشک جگہ دیکھی جہاں پانی نہ پہنچا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار

(۳۲) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذی شان منقول ہے کہ اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار (صحیح مسلم)

(۳۳) اسی طرح اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی ایک نے روایت کی ہے کہ کوئی آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی پُشتِ پا پر چونّی کی مقدار جگہ خشک رہ گئی تھی جہاں پانی نہیں پہنچا تھا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ وضو کرنے اور نماز لوٹانے کا حکم فرمایا۔ (ابو داؤد۔ تفسیر ابن کثیر ص ۹۳)

• وضو میں پاؤں دھونا اس قدر اہم چیز ہے۔ دیکھیے کتنی تاکید فرمائی گئی ہے کہ پاؤں کی پُشت پر ایک چونّی کی مقدار جگہ خشک رہ گئی تو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ وضو کرکے نماز لوٹانے اور دوبارہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک ناخن کی مقدار

جگہ خشک رہ جانے پر بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دوبارہ وضو کرکے نماز لوٹانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ:

(۳۴) حضرت امیر المؤمنین امام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے وضو کیا تو اس کے پاؤں پر ایک ناخن کی مقدار جگہ خشک رہ گئی تو اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم فرمایا کہ واپس جاؤ اور احسن طریقے سے دوبارہ وضو کرکے آؤ۔ (مسلم ص ۱۲۵ بیہقی ص ۷۰، کنز العمال ج ۹ ص ۳۰۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۹۳)

(۳۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی وضو کرتے ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس جاکر احسن طریقے سے دوبارہ وضو کرکے آؤ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۹۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۷۰)

• یہاں تک تو تھے ارشاداتِ محسنِ اعظم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن سے ثابت ہوا کہ وضو کا چوتھا فرض ٹخنوں تک پاؤں دھونا ہے۔ اور اس میں خاص اہتمام کرنا چاہیے اور ذرا سی کوتاہی اور غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ اگر معمولی سا حصّہ بھی خشک رہ گیا تو اہم فرض ادا نہ ہوگا اور نہ نماز ہی ادا ہوگی۔ یہ تو حکم تھا بھول یا غفلت سے پاؤں کے کسی حصّے کے خشک رہ جانے کا۔ اور جو کوئی قصداً پاؤں نہ دھوئے بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی وضو کے دوران پاؤں دھونے سے منع کرے اور پھر اسی طرح بے وضو نمازیں ادا کرتا رہے تو سوائے ماتھا رگڑنے کے اسے کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی چرب زبانی سے عوام اہلِ اسلام کو گمراہ کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دیکھو فلاں صحابی کا قول ہے اور یہ دیکھو امام

کا فرمان، اور یہ دیکھو کسی مفسر یا محدّث کا اِرشادِ گرامی وغیرہ وغیرہ۔

- تو اس سلسلے میں قرآنِ کریم کی آیت (٥ : ٦) کے بعد احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ٣٥ روایات پیش کی گئی ہیں جن سے حضرت نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ اور حکم مُطابق فرمانِ الٰہی واضح کیا گیا ہے۔ جو منیب کے لیے تو کافی وافی ہے اور ضدی کے لیے درسِ عبرت ضرور ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین) اور اب حضرت نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ صحبت سے فیض یاب ہونے والے عظیم الشان، اولوالعزم اور جانباز وجانثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے وضو کا طریقہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ خود امام الانبیاء والمرسلین حضرت مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مُختلف فیہ مسئلہ کی تحقیق کے لیے یہی طریقہ تعلیم فرمایا ہے۔ جب ہم نے غور کیا تو معلوم ہُوا کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے وضو کا طریقہ بھی یہی رہا ہے۔ چنانچہ

(٣٦) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمام اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں پاؤں دھونے کے معاملہ میں اتفاق رکھتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور للسیوطی ج ٦ ص ٢٩)

(٣٧) حضرت حکم رحمہُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مُسلمانوں کا طریقہ وضو میں پاؤں دھونے کا ہی چلا آرہا ہے۔ دیکھیے تفسیر درمنثور ج ٦ ص ٢٩۔

(٣٨) حضرت عطاء رحمہُ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے وضو کے دَوران کسی کو بھی پاؤں پر مسح کرتے ہُوئے نہیں دیکھا۔ (تفسیر دُرِمنثور ج ٦ ص ٢٩ وتنسیق النظام ص ٣٠)

(٣٩) حضرت حافظ ابن حجر رحمہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے پاؤں دھونے میں اِختلاف ثابت نہیں۔

(٤٠) حضرت علامہ مُحدّث ابن العربی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُمت نے اس بات پر اِتّفاق کیا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا واجب (یعنی فرض) ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے اس سے اِختلاف کیا ہو سوائے ابنِ جریر (ابنِ رستم شیعہ) اور فرقہ رافضہ کے۔ شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

- نیز حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے شاگردوں کے سامنے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہُوئے طریقے کے مُطابق وضو کرکے دکھلاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ یہی تھا۔ چنانچہ :

(٤١) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کرکے دکھایا، جس میں دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے وضو کرتے ہُوئے اسی طرح دیکھا ہے۔ (مسلم ص ١٢٦)

(٤٢) امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کرکے دکھایا، جس میں آپ نے دونوں پاؤں بھی دھوئے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہُوئے دیکھا ہے، جس طرح سے تم نے وضو کرتے ہُوئے مجھے دیکھا ہے۔ (دیکھیے : مصنف ابن ابی شیبہ ج ١ ص ٩۔ نیز دیکھیے : ابوداؤد ص ١٦)

(٤٣) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگواکر حاضرین کو وضو کرکے دِکھایا، اس میں انھوں نے پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں تین تین بار دھوکر فرمایا : جس کو اچھا لگے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ معلوم کرے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وضو کا طریقہ یہی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ١ ص ٧۔ ابوداؤد ص ١٦)

(٤٤) حاکیِ وضوءِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم

رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے دِکھایا۔ انھوں نے بھی وضو کے دَوران اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (ابوداؤد ص ۱۸)

(۴۵) امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی لوگوں کو وضو کر کے دِکھایا، کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔ اور انھوں نے بھی دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے۔ (ابوداؤد ص ۱۸)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا علی، رأس المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سر اور پاؤں کا مسح فرمایا کرتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی وضو میں پاؤں دھویا ہی کرتے تھے بلکہ وضو کرتے ہُوئے پاؤں دھو کر لوگوں کو بھی دکھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ بھی یہی تھا۔ چنانچہ:

(۴۶) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد حضرت ابوحیہ بن قیس وداعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتے ہُوئے دیکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ میں تمھیں تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو دکھاؤں تو وہ وضو یہی ہے۔ (ابوداؤد ص ۱۷، نسائی ص ۲۸ و ۳۱، ابن ماجہ ص ۳۶، ترمذی ص ۷، ۱، طحاوی ص ۲۱، بیہقی ص ۷۵ ج ۱)

(۴۷) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دُوسرے شاگرد حضرت عبد خیر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ رحبہ (کھلے میدان) میں تشریف فرما ہُوئے اور ایک لڑکے سے فرمایا کہ جاکر پانی کا لوٹا لے آؤ۔ لڑکے نے پانی کا لوٹا لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے وضو فرمانا شروع کیا اور ہم انھیں دیکھتے رہے آخر میں آپ نے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر دائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں پر تین بار ڈالا اور خوب دھویا۔ پھر اسی طرح تھوڑا تھوڑا پانی لے کر دائیں

ہاتھ سے بائیں پاؤں پر بھی تین بار ڈالا اور اسے بھی خوب دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر چُلّو میں پانی لے کر پی لیا۔ پھر فرمایا کہ حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ یہی تھا۔ اور جو کوئی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ دیکھنا چاہتا ہو تو وہ دیکھ لے۔ یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ۔ (دیکھیے دارقطنی ص ۳۳، طحاوی ص ۲۱ ج ۱)

(۴۸) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے تیسرے شاگرد حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ پہلے تو دُور جاکر قضائے حاجت سے فارغ ہُوئے۔ پھر آپؓ نے دریافت فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ وضو کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے۔ جب وہ حاضر ہُوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو شروع فرمایا۔ سب سے پہلے آپؓ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھوئے .... اور آخر میں تین تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر اِرشاد فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسی طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔ (دیکھیے سنن ابی داؤد ص ۱۶۔ اور السنن الکبرٰی ج ۱ ص ۷۴ و ۷۵)

(۴۹) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چوتھے شاگرد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو وضو فرماتے ہُوئے دیکھا ہے۔ اس میں بھی پاؤں دھونے کا ذِکر موجود ہے۔ دیکھیے ابوداؤد ص ۱۷

(۵۰) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پانچویں شاگرد، رأس المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضرت

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد وضو کے لیے پانی کا برتن منگوایا۔ ہم نے پانی کا برتن لاکر پیش کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ: اے ابنِ عباسؓ! کیا میں آپ کو نہ دکھاؤں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کس طرح فرمایا کرتے تھے؛ تو میں نے عرض کی کہ ضرور دکھائیے۔ اِس پر آپؓ نے برتن سے پانی لے کر اپنے ہاتھ دھوئے....... پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چُلّو لے کر پاؤں پر ڈالا' جبکہ پاؤں میں چپّل بھی ڈالے ہُوئے تھے۔ پھر پاؤں کو اچھی طرح مَلا پھر دُوسرے پاؤں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔ (ابو داؤد ص ۱۷)

(۵۱) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چھٹے شاگرد حضرت حارث اعور رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اغسلوا القدمین الی الکعبین کما امرتم (ابن کثیر ج۲ ص ۹۴) یعنی اپنے دونوں قدم ٹخنوں سمیت دھویا کرو جس طرح تم کو شارع کی طرف سے حکم ملا ہے۔

(۵۲) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتویں شاگرد جو آپؓ کے اپنے صاحبزادے، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سید شباب اہل الجنۃ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے ابّا جان نے مجھ سے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ میں حسبُ الارشاد وضو کا پانی لایا تو پھر آپ نے وضو فرمایا .... پھر آپؓ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پہلے اپنا دایاں پاؤں تین مرتبہ ٹخنوں سمیت دھویا۔ پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا...... پھر فرمایا کہ میں تمہارے بڑے ابا جان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہُوئے دیکھتا تھا جس طرح میں نے

کیا ہے۔ (نسائی ص ۲۸)

• اب آپ کو یقین آگیا ہوگا کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وضو میں پاؤں دھونے کا ہی معمول رہا ہے اور پاؤں پر مسح کرنا آپؓ کا معمول نہ تھا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ جس طرح میں خود وضو کرتا ہوں ایسے ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وضو فرماتے تھے یعنی وضو میں پاؤں دھوتے تھے۔

(۵۳) اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لان یقطعا احب الیّ من ان امسح علی القدمین (شیخ زادہ ج۲ ص ۹۸) یعنی میرے نزدیک پاؤں پر مسح کرنے سے ان کا کٹ جانا زیادہ پسندیدہ ہے۔

• اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول بھی وضو میں پاؤں دھونا ہی تھا، پاؤں پر مسح کرنا آپ کا بھی معمول نہ تھا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وضو کے لیے پانی کا لوٹا منگواکر وضو کیا تھا اور اس میں آپ نے پاؤں بھی دھوئے تو مَل مَل کر دھوئے تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاؤں دھونے پر کوئی اِعتراض نہیں فرمایا۔ اور ان کو وضو میں پاؤں دھوتے ہُوئے دیکھ کر یوں نہیں فرمایا کہ: بھائی جان! آپ تو نہانے کے بعد وضو کرنے کو بھی اسراف سمجھتے ہیں تو وضو میں پاؤں دھونا کیا اِسراف نہیں ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں دھونے پر اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی پاؤں دھونے کو وضو کا جزو سمجھتے تھے اور پاؤں پر مسح کرنے کے قائل نہ تھے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ:

(۵۴) حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اِرشاد فرمایا تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ

تمہیں نہ دکھاؤں؟ - پھر آپؓ نے وضو کرکے دکھایا...... ایک مرتبہ سر کا مسح فرمایا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۷۲)

○ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ چلّو میں تھوڑا تھوڑا پانی لے لے کر آپ اپنے پاؤں پر ڈالتے رہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۲) مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۸)

○ ایک روایت میں ہے کہ آپ پاؤں پر چھینٹا دیتے رہے، یہاں تک کہ پاؤں کو دھو دیا۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہُوئے بھی میں نے اِسی طرح سے دیکھا ہے۔ (حوالہ مندرجہ بالا)

● **تو یہ روایات بھی صاف بتا رہی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول بھی وضو میں پاؤں دھونے کا ہی تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی یہی تھا۔**

(۵۵) **حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک اور شاگرد حضرت** سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ نقل فرماتے ہیں کہ...... پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے.... پھر میں اُٹھ کھڑا ہُوا اور میں نے بھی اِسی طرح وضو کیا جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تھا۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۶۹)

(۵۶) **حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک اور شاگرد حضرت** صالح مولیٰ التوئمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی آپؓ سے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں: خلل اصابع یدیك ورجلیك یعنی اسباغ الوضوء۔ کہ پُورا اور کامل وضو کرنے میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا کرو۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۸۷)

● اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال اُس وقت

ہی ممکن ہے جب کہ ہاتھ پاؤں دھوئے جائیں گے۔

● اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت ہمارے اس مضمون میں روایت نمبر ۳۵ کے تحت ص ۹ پر گزر چکی ہے کہ "ایک آدمی وضو کرتے ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اس کے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس جاکر احسن طریقے سے دوبارہ وضو کرکے آؤ۔"

● تو ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ حضرت امیر المومنین سیدنا علی، رأس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف پاؤں پر مسح کرنے کی نسبت کرتے ہیں وہ سراسر غلط ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ تینوں حضرات وضو میں پاؤں دھویا کرتے تھے اور ان کا یہی معمول رہا ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پاؤں مبارک دھوئے اور اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہی فرمایا اور ان کو وضو میں پاؤں دھو کر دکھایا بھی ہے اور سکھایا بھی، تاکہ پاؤں کی خشکی کو دیکھ کر پانی بھی زیادہ خرچ نہ کریں بلکہ تھوڑا تھوڑا پانی پاؤں پر ڈال کر خوب مل مل کر پاؤں دھوئیں۔ اور پاؤں کی اُنگلیوں میں خلال بھی کریں، اور پاؤں پر کوئی حصّہ خشک بھی نہ رہے خواہ وہ ایک بال کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

وضو کے متعلق آیتِ کریمہ کا مفہوم

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بوسیلۂ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وضو کرنے کا طریقہ اس طرح بتلایا ہے: یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ (۵: ۶)

اور اسے دو طرح سے پڑھنے کا حکم ملتا ہے۔ یعنی اَرْجُلَكُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ بھی اور اَرْجُلِكُمْ لام کے کسرہ کے ساتھ بھی۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عباس اور امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ بڑے بڑے مشہور قراء مثلاً حضرت عاصم، حضرت نافع، حضرت ابن عامر، حضرت حفص، حضرت کسائی، حضرت یعقوب، حضرت مجاھد، حضرت عطا، حضرت عبدالرحمٰن الاعرج، حضرت عبداللہ بن عمرو بن غیلان، حضرت ولید بن حسان ثوری، حضرت ابو محمد یحییٰ بن اسحٰق بن یزید الحضرمی، حضرت ابراہیم بن یزید تیمی، حضرت ابوبکر بن عیاش، حضرت اعشیٰ اور حضرت عروۃ بن زبیرؓ بن عوام رحمہم اللہ تعالیٰ وَاَرْجُلَكُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور یہی روایت مشہور اور قطعی ہے، جس میں کسی دوسرے معنی کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۰)

اور قواعدِ عربیہ کی رو سے اَرْجُلَكُمْ (لام کے فتحہ کے ساتھ) کا عطف اَیْدِیَكُمْ پر قرباً، اور وُجُوْهَكُمْ پر بُعداً ہے اور وُجُوْهَكُمْ سے پہلے جو فعل ہے فَاغْسِلُوْا وہ تینوں (وُجُوْهَكُمْ، اَیْدِیَكُمْ، اَرْجُلَكُمْ) کے ساتھ لگے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوگا: اِغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاغْسِلُوْا اَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَاغْسِلُوْا اَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ۔ یعنی اپنے اپنے چہروں کو بھی دھوو، اور کہنیوں سمیت اپنے اپنے دونوں ہاتھوں کو بھی دھوو اور ٹخنوں سمیت اپنے اپنے دونوں پاؤں بھی دھوو۔

عربیۃ کا قاعدہ ہے کہ معطوف علیہ کا جو حکم ہوتا ہے وہی حکم معطوف کا ہوتا ہے اس قاعدہ کی رُو سے کہا جائے گا کہ وُجُوْهَكُمْ اور اَیْدِیَكُمْ کا حکم دھونے کا تھا تو وہی حکم اَرْجُلَكُمْ کا ہوگا۔ اسی لیے امام النحاۃ حضرت ابو زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء النحوی (متوفی ۲۰۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ نے معانی القرآن ج ۱ ص ۳۰۲ میں تحریر فرمایا ہے وارجلکم مردودۃ علی الوجوہ یعنی ارجلکم کا حکم وجوھکم پر لوٹتا ہے کہ جیسے چہرہ کے دھونے کا حکم ہے ایسے ہی دونوں پاؤں کے دھونے کا حکم ہے۔

اس کے بعد حضرت امام فراء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند (قیس بن الربیع عن عاصم) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اَرْجُلَكُمْ پڑھا اور کہا مقدم ومؤخر یعنی ارجلکم کا لفظ گو پیچھے ہے مگر اس کا حکم پہلے والا ہے اور دھونے کا حکم ہے اور رؤسکم کا حکم پیچھے والا یعنی مسح کا حکم ہے۔

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: رجع القرآن الی الغسل یعنی قرآن نے پاؤں کا حکم اَرْجُلَكُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ کہہ کر غسل کی طرف لوٹایا ہے۔ حضرت مجاھدؒ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عُروۃؒ بن زبیرؓ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا ہے: ارجلکم ای رجع الامر الی الغسل یعنی پاؤں کا حکم اغسلوا کی طرف لوٹتا ہے (امسحوا کی طرف نہیں لوٹتا) یعنی پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ پاؤں پر مسح کرنے کا حکم نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۰ والسنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۰)

البتہ حضرت ابن کثیرؒ، حمزہؒ اور ابی عمروؒ کا مختار اَرْجُلِكُمْ ہے' لام کے کسرہ کے ساتھ۔ مگر آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ بزرگ جو اَرْجُلِكُمْ لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے یہ بھی وضو میں پاؤں دھونے کے ہی قائل تھے اور پاؤں پر مسح نہ کرتے تھے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے: قال الاعمش کانوا یقرأونها بالخفض وکانوا یغسلون یعنی پڑھنے کو تو بے شک ارجلِکم لام کے کسرہ کے ساتھ ہی پڑھتے تھے مگر

اس کے باوجود وضو میں پاؤں دھویا کرتے تھے' پاؤں پر مسح نہ کرتے تھے۔ دیکھیے السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۷۱۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ لام کا کسرہ ہو تو پھر اُصولاً وضو میں پاؤں پر مسح کا حکم نکلتا ہے اور پاؤں دھونا خلافِ حکمِ الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب عُلماءِ کرام نے کئی طرح سے دیا ہے۔

حضرت امام محمد ابو الحسن علی بن حمزة بن عبداللہ کوفی بغدادی نحوی کسائی (م ۱۸۹ھ) رحمہُ اللہُ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے: من خفضها فانما هو للمجاورة....... یعنی ارجلِکم کا عطف تو وجوهکم پر ہی ہے۔ مگر لام کا کسرہ صرف اس لیے پڑھا جاتا ہے کہ اس کے پڑوس میں برؤسِکم ہے۔ وہاں سین کا کسرہ تھا اس کی مناسبت سے ارجلِکم کے لام کا بھی کسرہ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے عذاب یومٍ الیمٍ میں الیم یوم کی صفت نہیں بلکہ عذاب کی صفت ہے۔ اور الیم کا کسرہ یوم کی وجہ سے ہے جو الیم کے جوار میں ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

حضرت امام عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی ابو الخیر ناصر الدین بیضاوی (م ۶۸۵ھ یا ۶۹۱) رحمہُ اللہُ تعالیٰ نے فرمایا: فائدته التنبيه على انه ينبغي ان يقتصد في صب الماء عليها ويغسل غسلاً يقرب من المسح۔ کہ کسرہ لاکر اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ وضو کرنے والے کو چاہیے کہ پاؤں پر پانی ڈالتے وقت میانہ روی اِختیار کرے پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس طرح پاؤں کو دھوئے جو مسح سے قریب قریب ہو۔ (انوار التنزیل المعروف بہ تفسیر بیضاوی ج ص

حضرت شیخ زادہ نے فرمایا کہ جن اعضا کو دھونے کا حکم ہے ان میں سے پاؤں ایسا عضو ہے جس کے دھوتے وقت پانی کے زیادہ لگنے اور اسراف کا مَظِنّہ (اِحتمال) ہو سکتا ہے۔ اس لیے ممسوح پر عطف ڈال کر متنبہ کر دیا تاکہ وضو کرنے والا پانی کے اسراف سے بچے جو حرام اور منہی عنہ ہے۔ (شیخزادہ علی البیضاوی ج ۲ ص ۹۸)

اور بعض نے کہا کہ ارجلِکم کا عطف رؤسکم پر ہے اور امسحوا ب

ساتھ لگے گا۔ بایں طور وامسحوا بارجلکم۔ مگر مسح برؤس و مسح بارجل میں فرق ہے۔ اس فرق کو سامنے رکھ کر وامسحوا برؤسکم کے معنے کریں گے اپنے اپنے سروں پر گیلا ہاتھ پھیر دو۔ اور وامسحوا بارجلکم کے معنے یوں کریں گے کہ پاؤں پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر اچھی طرح ملو تاکہ کوئی (بال برابر) جگہ بھی خشک نہ رہ جائے۔ تو یہ معنی مسح کا غسل کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غسل خفیف پر مسح کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ:

امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں نے جنابت کا غسل کر کے فجر کی نماز پڑھ لی' پھر دیکھا تو ناخن کی مقدار جگہ خشک رہ گئی ہے جہاں پر پانی نہیں پہنچا۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: لوكنت مسحت عليه بيدك اجزاك یعنی اگر تو اس جگہ پر ہلکا سا ہاتھ بھی پھیر لیتا تو یہ کافی ہو جاتا۔ اس کے معنی مرقاۃ میں لکھے ہیں: ای غسلته غسلاً خفيفاً یعنی اسے خفیف سا دھو لیتا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۹ ج ۱)

بعض نے کہا ہے کہ مسح کے معنی دلك (ملنے) کے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ خُوب مل مل کر پاؤں کو دھوئیے۔ (تفسیر ابنِ کثیر ص

حضرت امام علامہ قاضی ابو البقاء (ایوب) بن سید شریف (موسیٰ) حسینی حنفی کفوی رحمہُ اللہُ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ امام لغت عرب حضرت ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ بصری (متوفی ۲۰۹ھ) رحمہُ اللہُ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ مسح کے معنی مس یعنی چھُونے کے ہیں۔ اور مسح کا اِطلاق غسل پر آیا ہے۔ اس لیے جب مسح کی نسبت رأس یعنی سر کی طرف کریں گے تو اس کے معنی مس یعنی چھُونے کے ہوں گے یعنی سر پر گیلا ہاتھ چھُو لیں یا پھیر دیں۔ اور جب مسح کی نسبت رِجل (پاؤں) کی طرف ہو تو اس کے معنی غسل یعنی دھونے کے ہوں گے۔ یعنی پاؤں پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر مسل مسل کر دھونا۔ (کلیات ابو البقاء ص ۳۴۵)

اس کے بعد حضرت علامہ قاضی ابو البقاءؒ نے اعلم کہہ کر تنبیہ فرمائی ہے

کہ اسم کا اسم پر عطف بالواو اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ ہر دو کی مشارکت ہو، صرف جنسِ فعل یا نوعِ فعل میں قطع نظر کم، کیف، وضع، ملک، متیٰ، این، اضافت سے۔ اور کم، کیف وغیرہ میں ان دونوں کا باہم شریک ہونا لازمی امر نہیں۔ اسی لیے وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین کے معنے یہ کریں گے کہ سروں کا مسح کرو اور پاؤں دھوو، کیونکہ قاعدہ بالا کی رو سے عطف اس بات کا موجب نہیں کہ سر کی طرح پاؤں کا بھی مسح کیا جائے، کیونکہ عرب لوگ مسح کا لفظ دو معنوں میں استعمال کرتے ہیں: (۱) نضح چھڑکنا یا ہاتھ لگانا۔ (۲) غسل (دھونا) اور یہ دونوں طہارت کی جنس میں سے ہیں۔

اور حضرت ابوزید لغویؒ نے عرب کا محاورہ پیش کیا ہے کہ عرب لوگ اپنے محاورہ میں کہتے ہیں: تمسحت للصلوٰۃ یعنی میں نے نماز کے لیے وضو کیا۔

تو جب مسح کی دو قسمیں ہوئیں تو ہر عضو کے لیے مسح کا وہی معنی لیں گے جو اس عضو کے مناسب اور لائق ہو، اس لیے سر کے مناسب مسح کے معنی ہاتھ لگانے کے ہوں گے یعنی سر پر گیلا ہاتھ پھیرنا۔ اور پاؤں کے مناسب مسح کے معنی غسلِ خفیف کے ہوں گے تو معطوف و معطوف علیہ ہر دو طہارت ہی کی جنس میں سے ہیں، مگر ان ہر دو میں کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے فرق ہے۔ وہ اس طرح کہ سر کے مسح کا تکرار مسنون نہیں ہے اور پاؤں کو تین بار دھونا سنت ہے۔ نیز سارے سر کا استیعاب بھی مسح میں ضروری نہیں، البتہ سنت ہے، مگر پاؤں اگر ناخن یا بال کی مقدار میں بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ جیسا کہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۵ اور السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۰ میں امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔

اور ایک مفہوم یہ ہے کہ اَرْجُلَکُمْ اور اَرْجُلِکُمْ دونوں قراءتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہیں اور دونوں واجب العمل ہیں۔ مگر مواقع الگ الگ ہیں، یعنی پاؤں دھونے کا حکم اس وقت ہے جب پاؤں میں موزے نہ ہوں اور

مسح کا حکم اس وقت ہے جب پاؤں میں موزہ یا جرموق ہو تو پاؤں دھونا حکمِ قرآنی سے بصراحت ظاہر ہوا، اور **موزوں پر مسح کرنا** قراءۃ ارجلکم سے بہ تفسیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا۔ جو متواتر احادیث سے ثابت ہے جس کے راوی اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان پر جھوٹ کا گمان نہیں ہو سکتا، جیسے:

(۱) امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ (۲) امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ (۳) امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰؓ
(۴) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ (۵) سیدنا سلمان فارسیؓ (۶) سیدنا انس بن مالکؓ
(۷) سیدنا جریر بن عبداللہ البجلیؓ (۸) سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ (۹) سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ
(۱۰) سیدنا عمرو بن امیہؓ (۱۱) سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ (۱۲) سیدنا بلال بن رباحؓ
(۱۳) سیدنا بریدہ بن حصیبؓ (۱۴) سیدنا صفوان بن عسالؓ (۱۵) سیدنا خزیمہ بن ثابتؓ
(۱۶) سیدنا ثوبانؓ مولی النبی (۱۷) سیدنا ابی بن عمارہؓ (۱۸) سیدنا سہل بن سعدؓ
(۱۹) سیدنا عوف بن مالکؓ (۲۰) سیدنا ابو ایوب انصاریؓ (۲۱) سیدنا ابوہریرہؓ
(۲۲) سیدنا ابوبرزہ نضلہ بن عبیدؓ (۲۳) سیدنا عبداللہ بن عباسؓ (۲۴) سیدنا جابر بن عبداللہؓ
(۲۵) سیدنا ربیعہ بن کعبؓ (۲۶) سیدنا اسامہ بن شریکؓ (۲۷) سیدنا براء بن عازبؓ
(۲۸) سیدنا عوسجہ بن مسلمؓ (۲۹) سیدنا ابوطلحہؓ (۳۰) سیدنا مسلم بن یسارؓ
(۳۱) سیدنا ابواوس بن اوسؓ (۳۲) سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ (۳۳) سیدہ ام سعد انصاریہؓ
(۳۴) سیدنا خالد بن عرفطہؓ (۳۵) سیدنا عبادۃ بن صامتؓ (۳۶) سیدنا ابوامامہ باہلیؓ
(۳۷) سیدنا شریدؓ ثقفی (۳۸) سیدنا عبدالرحمٰن بن بلالؓ (۳۹) سیدنا عمرو بن حزمؓ
(۴۰) سیدنا عمرو بن بلالؓ (۴۱) سیدنا عبدالرحمٰن بن حسنہؓ (۴۲) سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ
(۴۳) سیدنا اسامہ بن زیدؓ (۴۴) سیدنا مالک بن سعدؓ (۴۵) سیدنا ابوہریم عبید
(۴۶) سیدنا عبداللہ بن عمرؓ (۴۷) سیدنا ابوذر غفاریؓ ___ وغیرہم۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

اس طرح یہ حدیث قولاً و فعلاً متواتر ہوئی۔ دیکھو حواشی اصول الشاشی متعلقہ ص ۷، از علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

یہ تو تھا اصل مسئلہ کہ قرآن مجید سے وضو میں پاؤں دھونا ثابت ہے۔ اور حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بطابق حکمِ قرآن وضو میں پاؤں دھوتے تھے۔ اور آپؐ نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وضو میں پاؤں دھونے کا طریقہ ہی تعلیم فرمایا۔ پھر جس کسی کا پاؤں ذرا سا بھی خشک رہ جاتا تھا تو اسے واپس بھیجتے کہ جاؤ اچھی طرح وضو کرکے آؤ اور پھر نماز پڑھو۔ اور ایڑی خشک رہنے پر وعید سُناتے اور اُنگلیوں کے خلال کا لازمی حکم دیتے اور انگلیوں کے اندر کی جگہ خشک رہنے پر بھی وعید سُناتے۔ اسی طرح صحابۂ کرامؓ بھی وضو میں پاؤں دھوتے تھے اور اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کو بھی یہی طریقہ بتلاتے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مُطابق وضو کرکے دکھاتے تو اس میں پاؤں بھی دھوتے تھے۔ مگر بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں پر مسح کیا جائے اور دھویا نہ جائے۔ اس لیے یہ ضروری ہوگیا کہ ان روایات کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاکہ عوام کے اذہان میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات زائل ہوں۔ ھا انا اشرع و باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق۔

روایاتِ مسح کی حقیقت

جن احادیث میں مسح کا ذکر کیا گیا ہے ان کی نسبت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف چار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کی گئی ہے، ان کے نام یہ ہیں:
① امیر المومنین سیدنا علیؓ ② سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ ③ سیدنا انس بن مالکؓ ④ سیدنا رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت

ایک حدیث جو حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریق سے امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپؓ نے سر کا مسح کیا اور پھر اپنے دونوں پاؤں کا مسح کیا۔" سو یہ حدیث بالکل من گھڑت اور موضوع ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں غیر ثقہ، متروک اور کذّاب راوی عبد الرحمٰن بن مالک بن مغول موجود ہے۔ جسے حضرت امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے غیر ثقہ کہا ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو متروک قرار دیا ہے اور حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو اسے کذاب تک کہ دیا ہے اور فرمایا کہ یہ کذاب شخص حدیثیں وضع کیا کرتا تھا یعنی من گھڑت حدیثیں پیش کیا کرتا تھا۔ (دیکھیے لسان المیزان ج ۳ ص ۴۲۷)

لہٰذا اس روایت کو حدیث کہنا ہی غلط اور گناہ ہے۔ اور اس کا بیان کرنا بھی حرام ہے۔ اور اگر کوئی بیان کرے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ یہ بھی بتائے کہ یہ روایت من گھڑت اور موضوع ہے تاکہ کوئی شخص یہ روایت سُن کر دھوکا نہ کھا جائے۔ اور اسے صحیح حدیث سمجھ کر اس پر عامل نہ ہوجائے۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس سلسلے میں منسوب ایک روایت اور بھی ہے۔ جو اُن کے شاگرد نزّال بن سمرہؒ اور ابراہیمؒ سے حضرت مفسر ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر (ج ۶ ص ۸۴) میں نقل کی ہے کہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں پاؤں پر مسح فرمایا تھا۔" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی روایت میں یہ لفظ بھی موجود ہیں کہ وضو کر چکنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: ھٰذا وضوء من لم یحدث کہ یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو ٹوٹا نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بے وضو شخص اگر وضو کرے تو اسے پاؤں دھونے

چاہئیں صرف پاؤں پر مسح کر لینے سے وضو نہ ہوگا۔ البتہ باوضو شخص اگر پاؤں پر مسح کرے تو وضو ہو جائے گا۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے اور گیلے ہاتھ سر اور چہرے پر پھیر دیے اور پھر عکراشؓ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں ھٰذا الوضوء مما مست النار یعنی یہ ہیں جو کہا کرتا ہوں الوضوء مما مست النار کہ آگ کی پکی ہوئی چیز استعمال کرنے کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ میری مراد اس وضو سے یہ ہے، وہ متعارف وضو مراد نہیں۔ (دیکھیے جامع ترمذی باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام ج ۲ ص ۷)

اسی طرح نزال بن سبرہؒ کی روایت میں امامنا علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ بے وضو آدمی نہ ہو تو اس کے وضو میں اتنا کافی ہے کہ پاؤں دھونے کی بجائے پاؤں پر مسح کرے اور ہاتھ منہ دھونے کی ضرورت نہیں صرف ہاتھ منہ پر گیلا ہاتھ پھیر دینا بھی کافی ہے۔ کیونکہ ایک اور موقع کا ذکر فرماتے ہوئے یہی حضرت نزال بن سبرہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی کا لوٹا لایا گیا تو آپؓ نے اس میں سے ایک چلو بھر پانی لیا اور منہ، ہاتھ، سر اور پاؤں پر مسح کر دیا اور پھر کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند کرتے ہیں مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا جس طرح میں نے کیا ہے۔ اور پھر ارشاد فرمایا: ھٰذا وضوء من لم یحدث کہ یہ وضو اس شخص کے لیے ہے جس کا وضو ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ (دیکھیے شرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۲۰۔ اور السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۷۵)

اب غور فرمائیے کہ نزالؒ کی پہلی روایت سے اگر پاؤں کا مسح ثابت ہوتا ہے تو اسی نزالؒ کی دوسری روایت سے منہ ہاتھ (بازو) سر اور پاؤں سب کا مسح ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ دونوں عمل اس شخص کے لیے بیان فرمائے گئے ہیں جو کہ بے وضو نہ ہو۔ اور جس وقت کوئی بے وضو شخص وضو کرنے بیٹھے تو اسے وضو میں

پاؤں دھونا ہی ضروری اور فرض ہے۔ جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دیگر شاگردوں کی روایات ہمارے اس مضمون میں پہلے گزر چکی ہیں، جن میں یہ بات وضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو میں پاؤں بھی دھویا کرتے تھے۔

یوں تو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی باوضو ہونے کی صورت میں ہلکا سا منہ ہاتھ دھو کر فرماتے ہیں ھٰذا وضوء من لم یحدث (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۸۴) لیکن یہ آپؓ کا معمول نہیں تھا بلکہ پورے لوازم کے ساتھ ہی بے وضو ہونے کی حالت میں وضو کرتے اور اس میں پاؤں بھی دھوتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۹)

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب مسح رجل والی روایت کی حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد اب آئیے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب روایت کی جانب۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب روایت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں تو کتاب اللہ میں مسح ہی پاتا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳۶)

لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا راوی عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے جسے امام ترمذیؒ نے اپنی جامع (ص ۹) میں اور علامہ محمد طاہر فتنیؒ نے قانونِ موضوعات (ص ۲۷۳ و ۲۷۴) میں کہا ہے کہ یہ صدوق تو ہے مگر اس کا حافظہ ٹھیک نہ تھا اور محمد بن سعدؒ بن ابی وقاص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (عبد اللہ بن محمد بن عقیل) مدینہ طیبہ کا باشندہ تھا اور چوتھے طبقہ کا راوی اور منکر الحدیث اور یحییٰ بن سعید القطانؒ جیسا امام فنِ جرح و تعدیل اس سے روایت نہیں لیتا تھا۔ اور حضرت علی بن مدینیؒ نے کہا ہے کہ حضرت امام مالک بن انسؒ بھی اس سے روایت نہ لیتے تھے۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ اس کی حدیث کوئی حجت نہیں ہے'

نیز کہا کہ عاصم، فلیح اور ابن عقیل ان تینوں کی بیان کردہ حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے اس کے علاوہ حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخر عمر میں ان کے حافظہ میں تغیر آچکا تھا۔ (تقریب التہذیب ص ۲۱۴) ممکن ہے کہ ان کی یہ حدیث آخری دور کی ہو جب ان کے حافظہ میں تغیر آچکا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ راوی یعنی عبداللہ بن محمد بن عقیل رجالِ شیعہ امامیہ میں سے اور اہل تشیع کا موثوق علیہ ہے۔ اسی لیے روافض کے مایۂ ناز "عالم جلیل" مامقانی نے اپنی کتاب تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۱۴ طبع ایران میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب، حضرت جعفر صادق (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کے ساتھیوں (شاگردوں) میں سے ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے: ولاشك فى كونه اماميا۔ کہ اس کے امامی (شیعہ رافضی) ہونے میں کچھ شک نہیں ہے۔

یوں تو بعض محدثین کے نزدیک رافضی ہونا کوئی جرح نہیں ہے جیسے عدی بن ثابت جو بقول دارقطنیؒ غالی رافضی ہے (حاشیہ محمد حسن سنبھلی بر اصول شاشی ص۴۰) اور یہ بخاری کا راوی ہے۔ لیکن محققین کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر وہ راوی اپنی **کسی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو، یا وہ روایت اس کی بدعت کو تقویت** پہنچاتی ہو تو نامقبول ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کی روایت لی جاسکتی ہے جیسے شرح نخبۃ الفکر میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

زیرِ بحث یہ روایت ایسی ہی ہے۔ اس میں مذہبِ رفض کی تقویت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام تر قوی روایتوں کے بھی خلاف ہے۔ یہانتک کہ خود سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایات کے بھی خلاف ہے اس لیے یہ روایت پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی پاؤں دھونے کی روایت جو امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے وضو کا طریقہ بیان کرنے کے متعلق ہے گزشتہ صفحات میں درج ہوچکی ہے اور ان کے شاگردوں کی بیان کردہ روایات بھی گزر چکی ہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ سچا ہے اور حجاج بن یوسف ثقفی جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ خوب زیادہ پانی بہا کر پاؤں دھویا کرو۔" تو اس سلسلہ میں اصل بات یہ ہے کہ حجاج بن یوسف (گورنر کوفہ) نے خطبہ دیا تھا کہ وضو میں پاؤں دھونا نہایت ضروری حکم ہے۔ اور حجاج نے اس کے استدلال میں یہی آیت پڑھی اور کہا کہ پاؤں دھونے میں خوب کوشش کی جائے کیونکہ انسان کے پاؤں عموماً گندے ہوتے ہیں اس لیے تم لوگوں کو چاہیے کہ پاؤں کے تلوے اور ایڑیاں اور اوپر کا حصہ خوب زیادہ زیادہ پانی ڈال کر دھویا کرو (اگرچہ پانی زیادہ مقدار میں خرچ ہوجائے)، تو جب سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اس مبالغہ و غلو کی وجہ سے کہا کہ: "اللہ تعالیٰ سچا ہے اور حجاج بن یوسف ثقفی جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ۔" اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ (فضول زیادہ پانی نہ بہاتے تھے بلکہ تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر پاؤں کو ملتے تھے اور ان کو پانی سے تر کر دیتے تھے۔ (تفسیر درمنثور ص ۲۸ و ۲۹) تو قرآن پاک کی آیت پڑھ کر آپؓ نے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے وارجلکم کا لفظ وامسحوا برؤسکم کے بعد اس لیے فرمایا کہ پاؤں دھونے کے وقت پانی صرف بقدرِ ضرورت بہائیں اور اسراف نہ کریں کیونکہ یہ حرام ہے۔ آپؓ نے مزید فرمایا کہ دیکھیے! میرا عمل یہ ہے کہ پاؤں پر (اس قدر تھوڑا پانی لے کر) ہاتھ ملتا ہوں کہ پاؤں تر ہوجائیں۔ اور فضول پانی خرچ نہیں کرتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ اس مسح سے مراد غسلِ خفیف ہے یعنی ہلکا سا دھونا جو قریب مسح کے ہو۔ (اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ دونوں پاؤں پر صرف آدھ سیر پانی ڈالو، زیادہ پانی نہ ڈالو۔) اسی طرح سیدنا انس بن مالک اور امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے فرمان نزل الكتاب بالمسح

والسنة الغسل کا مطلب بھی یہی ہے کہ قرآن مجید میں جو پاؤں کے مسح کا حکم آیا ہے اس کا طریقہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے اور کرکے دکھایا ہے وہ یہی ہے کہ تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر پاؤں دھویا کرو، لوٹے کے لوٹے پاؤں پر ہرگز نہ انڈیلا کرو اور اسراف کرکے حرام کام کے مرتکب نہ بنو۔

یاد رہے کہ اہلِ تشیع وضو کرنے سے پہلے پاؤں دھوتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے پوچھے تو وہی حجاج بن یوسف ثقفی والا جواب دیتے ہیں کہ چونکہ پاؤں گندے ہوتے ہیں اس لیے جس طرح پہلے استنجا کیا جاتا ہے ایسے ہی پہلے پاؤں دھوئے جاتے ہیں۔ تو یہ تیسری شاخ نکل آئی۔

سیدنا رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ کی روایت

من جملہ ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے جن کی طرف غلط فہمی سے مسح ارجل کی نسبت کی جاتی ہے وہ رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی روایت ابن ماجہ ص ۳۶ میں بھی موجود ہے اور اس کے علاوہ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۱ میں امام طحاویؒ نے اور المعجم الکبیر ج ۵ ص ۲۹ میں امام طبرانیؒ نے بھی اس روایت کو نقل کیا کہ یمسح برأسه ورجليه الى الكعبين۔ جس کے ظاہر معنے تو یہ ہیں کہ اپنے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کا مسح بھی کرے۔

سو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہاں مسح سے مُراد موزوں پر مسح ہے۔ جیسے حضرت علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عُمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۳ ص ۲۴، ۲۵ میں بیان فرمایا ہے۔

اور اس کا دُوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے سوا کسی اور وجہ (سند) سے ثابت نہیں ہے اور تمام ثقہ راوی اس کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ اس لیے یہ روایت اُصولِ حدیث کی اصطلاح میں شاذ کہلاتی ہے، اور شاذ صحیح نہیں ہوتی۔

اور اس کا تیسرا جواب یہ ہے کہ رأس اور ارجل کے دو فعل ایک جنس سے ہیں، یعنی طہارت اور قاعدہ ہے کہ جب معطوف و معطوف علیہ ہر دو کے دو فعل ایک جنس سے ہوں تو ان میں سے ایک فعل کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے، جیسے گھاس اور پانی دو چیزیں ہیں، گھاس چراتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں۔ مگر عرب اپنے محاورہ میں "علف" پر اکتفاء کرتے ہوئے "سقی" کا ذکر نہیں کرتے اور کہتے ہیں علفتها تبنا وماء باردا۔ اسی طرح تلوار گلے میں لٹکاتے ہیں۔ اور نیزہ ہاتھ میں اُٹھاتے ہیں اور دونوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ تو تقلید کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اعتقال کا ذکر نہیں کرتے متقلدا سيفا ورمحا اى حاملا رمحا۔

اسی طرح سر اور ارجل میں سر کا مسح ہوتا ہے اور پاؤں دھوئے جاتے ہیں اور مسح کے ذکر پر اکتفا کیا اور غسل کا ذکر الی الکعبین کے قرینہ سے ترک کردیا، تو معنے یہ ہوں گے: یمسح برأسه ويغسل رجليه الى الكعبين یعنی سر کا مسح کرتے اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوتے۔

خلاصہ یہ ہُوا کہ جس معصوم ہستی پر اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا ہے اُنھوں نے اس آیت سے وضو میں پاؤں دھونا ہی سمجھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس آیت سے یہی سمجھا ہے۔ اور کسی صحابیؓ کو اس بارہ میں نہ اشکال پیدا ہُوا نہ کسی نے کہا کہ قرآن پاک میں تو مسح کا حکم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دھونے کا حکم دیتے ہیں، یہاں تک کہ اگر ایک ناخن کے برابر بھی جگہ خشک دیکھ لیں تو دوبارہ وضو کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور اگر کسی کو اشکال پیدا ہوتا تو وہ مُعلّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرکے اسے حل کرواتے اور وہ اشکال اور حلِ اشکال نقلاً بعد نقلٍ ہم تک پہنچ جاتا، جیسا کہ صحابۂ کرامؓ کی کثیر جماعت سے پاؤں دھونے کی روایات ہم تک پہنچی ہیں۔ مگر چودہ صدیاں گزر گئیں اور موزوں کے بغیر ننگے پاؤں پر مسح کرنے کی ایک روایت بھی نہیں مل سکی آپ جانتے ہیں کہ بعض لوگوں نے بہت سی من گھڑت روایات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہیں مگر ننگے پاؤں پر مسح کرنے کی کوئی موضوع روایت بھی حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں ہے۔ اور روایات میں جہاں کہیں مسح قدمین کا ذکر ملتا ہے تو وہ موزوں پر مسح ہوتا ہے۔ مثلاً عبد خیرؒ کی روایت کو لیجیے جو اپنے اُستاذ امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی بیان کرتے ہیں کہ "اگر دین کی مدار نری رائے پر ہوتی تو پاؤں کے نچلے حصے پر مسح کرنا بہ نسبت اُوپر کے حصے کے مسح کرنے کے لیے زیادہ مناسب ہوتا۔" (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۹ و ابوداؤد ص ۲۵) اس روایت سے بظاہر ننگے پاؤں پر مسح کرنا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے، کیونکہ دُوسرے مقام پر راوی نے خود اس کی وضاحت کردی ہے کہ :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ "اگر دین کی مدار نری رائے پر ہوتی تو موزہ کے اوپر کے حصے کی بجائے موزہ کے نچلے حصے پر مسح کرنا اولیٰ ہوتا مگر میں نے اپنی رائے کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی وجہ سے چھوڑ دیا اور موزہ کے اوپر کے حصے پر ہی مسح کرتا ہوں، کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اُوپر مسح کرتے ہُوئے ہی میں دیکھا ہے۔" (ابوداؤد ص ۲۴) اور جب حضرت علیؓ کے پاؤں میں موزے نہیں ہوتے تھے تو آپؓ باقاعدہ پاؤں دھویا کرتے تھے جیسا کہ ہمارے اسی مضمون میں ص ۱۲ پر اسی راوی یعنی عبد خیرؒ کی روایت بیان کی جا چکی ہے۔ جس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کے آخر میں تین تین بار پاؤں دھوئے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا یہی طریقہ ہے۔

اسی طرح دوسرے راویوں نے بھی جہاں مسحِ قدمین کا ذکر کیا ہے وہاں ننگے پاؤں مراد نہیں ہیں بلکہ موزوں پر مسح مراد ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۸۵ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا حال بیان کرتے ہُوئے موزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بخوفِ طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ مُنیب کے لیے اتنا ہی کافی ہے اور ضدی کا کوئی علاج نہیں۔